افسانہ فدک کے چند پہلوؤں پر نظر

مصنف: مولوی بگا

منجانب: سنی دفاع کونسل

فہرست

حجرہ نبوی ﷺ کس کی ملکیت تھا

مصنف : مولوی بگا

منجانب : سنی دفاع کونسل

شیعہ اعتراض: حضرت ابو بکر اور حضرت عمر جس زمین پر دفن ہیں وہ کس کی ملکیت تھی، اور اگر انبیاء کی وراثت نہیں ہوتی تو آخر یہ کیسے کسی فرد کی ملکیت بن سکتے ہیں۔

سنی جواب:

۱۔ سب سے پہلی بات حضرت ابو بکر اور حضرت عمر جس زمین کے ٹکڑے میں مدفون ہیں وہ حضرت عائشہ کی ملکیت اور آپ کا ہی حجرہ تھا جیسا کہ آپ ﷺ نے تمام ازواج کو ان کے حجرے ان کی ملکیت مین دے دیے تھے جیسا کہ حضرت فاطمہ کا گھر بھی حضرت عائشہ کے گھر کے ساتھ متصل تھا

۲۔ اگر فریق مخالف اس دلیل سے انبیاء کی وراثت کا اجراء کرتا ہے تو کئی وجہ سے مردود ثابت ہو گی۔

پہلی وجہ: اگر یہ حجرے میراث تھے تو اس مین اس میں آپ ﷺ کی بیویوں کا بھی حق ماننا پڑے گا اور دیگر قرباء جن مین فاطمہ ع بھی شامل ہین

دوسری وجہ: جبکہ انہوں نے کبھی بھی حجروں سے متعلق وراثت کا مطالبہ نہین کیا

تیسری وجہ: نا ہی کسی ازواج مطہرات نے اس میں وراثت کے حق کا دعوی نہین کیا۔

چوتھی وجہ: اگر یہ حجرے آپ ﷺ کی ملکیت ہوتے تب یہ زمین کسی وراثت بنتی جبکہ آپ ﷺ کے وفات کے وقت آپ ﷺ نے تمام زمین صدقہ کر دی تھی جیسا کہ بخاری (2739) کی اس روایت سے پتہ لگتا ہے۔

حضرت عمرو بن حارث ؓ سے روایت ہے جو رسول اللہ ﷺ کے سسرالی رشتہ دار اور حضرت جویریہ بنت حارث ؓ کے بھائی ہیں، انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے وفات کے وقت نہ کوئی درہم و دینار، نہ کوئی غلام لونڈی اور نہ کوئی اور چیز ہی چھوڑی۔ صرف ایک سفید خچر، ہتھیار اور کچھ زمین چھوڑی جسے آپ نے صدقہ کر دیا تھا۔

۳۔ قرآن بھی اس چیز کی واضح دلیل پیش کرتا ہے کہ وہ حجرے امہات المؤمنین کے ہی ملکیت میں تھے جیسا کہ قرآن مین ارشاد ہے کہ

وَقَرۡنَ فِیۡ بُیُوۡتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجۡنَ تَبَرُّجَ الۡجَاہِلِیَّۃِ الۡاُوۡلٰی وَاَقِمۡنَ الصَّلٰوۃَ وَاٰتِیۡنَ الزَّکٰوۃَ وَاَطِعۡنَ اللّٰہَ وَرَسُوۡلَہٗ ؕ اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡہِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ وَیُطَہِّرَکُمۡ تَطۡہِیۡرًا ﴿ۚ۳۳﴾

ترجمہ: اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور بے پردہ نہ رہو جیسے اگلی جاہلیت کی بے پردگی اور نماز قائم رکھو اور زکوۃ دو اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اللہ تو یہی چاہتا ہے، اے نبی کے گھر والو! کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرمادے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے۔

تبصرہ: قرآن مین امہات المؤمنین کے گھر کے واسطے جو لفظ استعمال ہوا ہے وہ قرن فی بیو تکن (اپنے گھروں میں ٹہری رہو) جمع مؤنث امر حاضر کا صیغہ استعمال ہوا ہے جو کہ واضح دلیل ہے کہ وہ حجرے ان کی ملکیت مین تھے کیوں کہ اگر وہ حجرے ان کی ملکیت نا ہوتے تو عبارت کچھ اس طرح ہوتی کہ قرن فی بیوت الرسول (کہ اپنے رسول کے گھر ٹہری رہو) اور جمع کا صیغہ بیو تکن بھی خود صاف اشارہ کر رہا ہے فی کے ضمیر کے ساتھ یہ حجرے ازواج کی ملکیت میں ہی تھے۔ وگرنہ بی بی فدک کے ساتھ ان کی ملکیت مین سے بھی حق کا دعوی ضرور کرتی۔

جیسا کہ ابن حجر مکی نے صواعق محرقہ مین واضح اعتراف کیا ہے کہ -۴

حجرة عائشة ملكها او اختصاصها ولم يدفنا إلا بإذنها ولهذا إستاذنها عمر في ذلك ثم أوصى أن تستاذن بعد موته الخ

الصواعق المحرقہ: ۱۳۰، الباب الاول، الفصل الخامس في ذكر شبہ الشيعہ الخط: مكتبہ فياضى عزيز عقل۔

ترجمہ: (مفہوم) حجرہ حضرت عائشہ کی ملکیت تھا اور حضرت عمر کہ تدفین ان کی اجازت سے ہوئی تھی اور یہ اصول شرعی ہے کہ گھر جس کے تصرف میں ہو اجازت بھی اسی کی ہی ہوتی ہے

- جیسا کہ بخاری کی روایت مین حضرت عائشہ نے اپنے ولی آپ ﷺ سے اجازت طلب کی

عن عائشة رضي الله عنها أنها قالت: جاء عمي من الرضاعة فاستأذن علي، فأبيت أن آذن له حتى أسأل رسول الله صلى الله عليه وسلم، فجاء رسول الله صلى الله عليه وسلم فسألته عن ذلك فقال إنه عمك، فأذني له. صحيح البخاري: 5239

حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا نے بیان کیا کہ میرے دودھ (رضاعی) چچا (افلح) آئے اور میرے پاس اندر آنے کی اجازت چاہی لیکن میں نے کہا کہ جب تک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ نہ لوں، اجازت نہیں دے سکتی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں آپ سے اس کے متعلق پوچھا۔ آپ نے فرمای وہ تو تمہارے رضاعی چچا ہیں، انہیں اندر بلا لو۔

گو کہ بسیار تلاش کے باوجود مجھے سبب ملکیت معلوم نا ہو سکے لیکن اصح دلائل سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ وہ حجرے ازواج کی ملکیت تھے

۵۔ ابو بکر اور عمر کی تدفین پر جب بی بی فاطمہ اور علی رض کو شکایت نہین تھے تو آج کے لوگوں کو یہ اختیار کس دلیل کے تحت حاصل ہے

٦۔ حضرت عثمان کی تدفین اس وجہ سے نا ہو سکی کیوں کہ مسجد نبوی باغیوں کے ہاتھ میں تھی اور فساد سے بچنے کے سبب آپ کی تدفین رات کے وقت جنت البقیع مین کی گئ جبکہ حضرت عمر نے تو تدفین کے واسطے باقاعدہ وصیت بھی کی تھی جیسا کہ اوپر ابن حجر مکی کی عبارت سے واضح ہے اور حضرت ابو بکر کی تدفین کا واقع کچھ یوں درج ہے جس کے راوی خود مولا علی ہین

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا جنازہ آپ کی وصیت کے مطابق ہی رکھا گیا، اس کا ذکر درج ذیل کتب میں موجود ہے :

السیرۃ الحلبیۃ، 3 : 493

الخصائص الکبریٰ، للسیوطی، 2 : 492

تاریخ دمشق الکبیر، ابن عساکر، 30 : 436

مندرجہ بالا کتب میں واقعہ یوں بیان کیا گیا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وصال کا وقت قریب آیا تو آپ نے مجھے اپنے سرہانے بٹھایا اور فرمایا اے علی رضی اللہ عنہ

جب میں فوت ہو جاؤں تو مجھے اس ہاتھ سے غسل دینا جس ہاتھ سے تم نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غسل دیا تھا، اور مجھے خوشبو لگانا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ اقدس کے پاس پہنچا کر تدفین کے لیے اجازت طلب کرنا، اگر دیکھو کہ دروازہ کھول دیا گیا ہے تو مجھے وہاں دفن کر دینا، ورنہ واپس لا کر عام مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دینا، تاوقت کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ فرمادے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ کو غسل اور کفن دیا گیا اور میں نے سب سے پہلے روضہ رسول کے دروازے پر پہنچ کر اجازت طلب کی، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابوبکر آپ سے داخلے کی اجازت مانگ رہے ہیں، پھر میں نے دیکھا کہ روضہ اقدس کا دروازہ کھول دیا گیا اور آواز آئی

حبیب کو اس کے حبیب کے ہاں داخل کر دو، بے شک حبیب ملاقاتِ حبیب کے لیے مشتاق ہے۔

گو کہ یہ واقع شدید ضعیف سند کے ساتھ مرقوم ہے لیکن اس کے علاوہ بھی دیگر شواہد ملتے ہیں کہ آپ ﷺ نے خود حضرت عمرؓ اور حضرت ابوبکرؓ کے بارے مین اشارۃً ذکر کیا چنانچہ لکھا ہے کہ:

حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ إِسْمَاعِيل بْنِ مُجَالِدِ بْنِ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ إِسْمَاعِيل بْنِ أُمَيَّةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ ذَاتَ يَوْمٍ فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ، وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ أَحَدُهُمَا عَنْ يَمِينِهِ، وَالْآخَرُ عَنْ شِمَالِهِ وَهُوَ آخِذٌ بِأَيْدِيهِمَا، وَقَالَ: هَكَذَا نُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا غَرِيبٌ، وَسَعِيدُ بْنُ مَسْلَمَةَ لَيْسَ عِنْدَهُمْ بِالْقَوِيِّ، وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ أَيْضًا مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن نکلے اور مسجد میں داخل ہوئے، ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما میں سے ایک آپ کے دائیں جانب تھے اور دوسرے بائیں جانب، اور آپ ان دونوں کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے آپ نے فرمایا: ”اسی طرح ہم قیامت کے دن اٹھائے جائیں گے“۔

جامع ترمذی جلد 2 صفحہ 208، مشکاۃ المصابیح صفحہ 620، مستدرک جلد 4 صفحہ 280، کنزالاعمال جلد 13 صفحہ 17، مصابیح السنہ جلد 4 صفحہ 164۔

اس اشارے سے یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ یہ امر ان دو ساتھ ہی مخصوص تھا اور اہلبیت کی طرف اس طرح کا کوئی اشارہ صحیح سند کے ساتھ نہین ملتا

۷- شیعہ حدیث کی چوٹی کی کتاب اصول کافی میں سند صحیح درج ہے کہ امام حسن نے بی بی عائشہ سے روضہ میں دفن ہونے کی اجازت مانگی تھی جبکہ اہلبیت کے لوگوں نے کہا کہ انہیں بقیع مین دفن کرنا زیادہ اچھا اگر حجرے عائشہ رضی اللہ کے قبضے مین نہین تھے تو اجازت مانگنے کی ضرورت کیا تھی۔

۸- خود شیعہ کا اعتراف ہے کہ اہلبیت نے حضرت امام حسن کی وصیت کے مطابق دفن پر اجازت مانگنے پر اجازت نہین دی گئی اس سے تو یہ ثابت ہو رہا ہے کہ یہ وہ حجرے ازواج کی ملکیت تھے۔ حالانکہ اہلسنت کی کسی ایک کتاب سے یہ واقعہ صحیح سند کے ساتھ ثابت نہین ہے لیکن شیعہ مکتب مین یہ روایت متفق درجہ کی ہے۔

ممانعت عائشه از دفن امام حسن در خانه پیامبر

ذخیره مقاله با فرمت پی دی اف

آیا اینکه گفته شده عائشه از دفن امام حسن (علیه‌السّلام) در خانه پیامبر جلوگیری کرد سخن معتبری است یا نه؟ روایات فراوانی در منابع شیعه و سنی وجود دارد که ثابت می‌کند عائشه در هنگام دفن سبط اکبر حضرت امام مجتبی (علیه‌السّلام) از دفن آن حضرت جلوگیری کرد و اجازه نداد که آن حضرت را در کنار جدش رسول خدا (صلی‌اللّه‌علیه‌وآله‌وسلّم) دفن نمایند. در این مقاله به این موضوع پرداخته می‌شود.

فهرست مندرجات

۳۔ راوی کہتاہے میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ کہتے سنا کہ جب امام حسنؑ کا وقت وفات قریب آیا تو آپ نے امام حسینؑ سے فرمایا۔ اے میرے بھائی میں تم کو ایک وصیت کرتا ہوں اسے یاد رکھنا۔

پس جب میں مرجاؤں تو تم مجھے تجہیز و تکفین کرکے رسول اللہ کی قبر کی طرف میرا رخ کردینا تاکہ میں اپنا عہد ان سے تازہ کروں، پھر میرا رخ میری والدہ ماجدہ کی طرف کردینا۔ پھر مجھ کو جنت البقیع میں دفن کردینا اور یہ جان لو کہ عائشہ سے مجھے وہ تکلیف پہنچے گی جسے تم جانتے ہو اور لوگ بھی جانتے ہیں ان کو اللہ کے رسولؐ سے اور ہم اہلبیتؑ سے عداوت ہے جب امام حسنؑ کی روح قبض ہوئی اور ان کا جنازہ تیار ہوا تو بنی ہاشم اس مقام پر لے گئے جہاں رسول اللہ نماز جنازہ پڑھا کرتے تھے بعد نماز جنازہ کو قبر رسول کے پاس لائے۔ کسی نے حضرت عائشہ کو خبر دی کہ بنی ہاشم حضرت حسنؑ بن علیؑ کو رسول اللہ کے پاس دفن کرنا چاہتے ہیں وہ یہ سن کر زین کسے ہوئے خچر پر سوار ہو کر نکلیں، اسلام میں سب سے پہلے عورتوں میں ایسی سواری کرنے والی وہی تھیں انھوں نے بنی ہاشم سے کہا۔ تم اپنے بیٹے کو میرے گھر سے لے جاؤ یہاں وہ دفن نہیں ہوں گے ان کے اور رسول کے درمیان پردہ نہیں ہٹے گا۔ امام حسین علیہ السلام نے کہا۔ یہ تو آپ اپنے باپ کو دفن کرکے کرچکیں اور جن کو رسولؐ اللہ دوست نہ رکھتے تھے وہ ہوچکا۔ خدا اس کے متعلق آپ سے باز پرس کریگا۔ میرے بھائی کی یہ وصیت کر وہ اپنے پدر بزرگوار رسولؐ اللہ کے پاس دفن ہوں اور اپنے عہد کو ان سے پورا کریں آپ کو معلوم ہے کہ میرے بھائیؑ اللہ اور رسولؐ کی سب سے زیادہ معرفت رکھنے والے تھے اور قرآن کی تاویل کے سب سے زیادہ جاننے والے ان کے اور رسولؐ کے درمیان حجاب کیسا۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں داخل نہ ہو مگر ان کے اذن اور اجازت سے۔
اور آپ نے بغیر آنحضرت سے اذن لئے لوگوں کو داخل کر دیا (یعنی ابوبکر و عمر کو دفن کرا دیا) حالانکہ خدا فرماتا ہے کہ اے ایمان والو نبی کی آواز سے اونچی آواز نہ کرو۔ تم نے اپنے باپ کو اور ان کے فاروق کو رسول اللہ کے پاس دفن کر دیا حالانکہ خدا فرماتا ہے جو لوگ اپنی آوازوں کو رسول اللہ کے سامنے نیچا رکھتے ہیں وہ ہیں جن کے دلوں کا اللہ نے تقویٰ سے امتحان لیا ہے تم نے ان دونوں کو رسولؐ اللہ کے پاس دفن کر دیا۔ حالانکہ انھوں نے اس امر کی رعایت نہ کی جس کا رسول اللہ نے حکم دیا تھا بے شک اللہ نے حرام کیا ہے مردہ مومنین پر اس چیز کو جو حرام کی ہے زندوں پر۔ خدا کی قسم اے عائشہ دفن حسنؑ جو تمہیں برا معلوم ہو رہا ہے اگر اپنے باپ رسول اللہ کے پاس دفن ہونا ضروری ہوتا تو تم دیکھتیں کہ تمہاری مرضی کے خلاف وہ ضرور دفن کئے جاتے۔
پھر محمد حنفیہ نے کہا۔ آپ ایک دن خچر پر سوار ہوئیں، ایک دن اونٹ پر۔ پس اس پر بھی اپنے نفس پر قابو حاصل نہ کیا اور عداوت بنی ہاشم میں مالک زمین بھی نہ ہوئیں یہ سن کر انھوں نے فرمایا۔ اے ابن حنفیہ یہ (امام حسینؑ) تو کئی فاطموں سے نسبت رکھتے ہیں۔ مگر تم کلام کرنے والے کون؟ امام حسینؑ نے فرمایا تم محمد کو فواطم سے کیسے ہٹاتی ہو۔ واللہ ان کو بھی تین فاطموں نے پیدا کیا ہے۔ فاطمہ مخزومی زوجہ عبدالمطلب، فاطمہ بنت اسد مادر علیؑ اور فاطمہ عامری نے۔
عائشہ نے کہا تم اپنے بیٹے کو یہاں سے ہٹاؤ اور ان کو لے جاؤ کیونکہ تم عداوت والے ہو۔ امام محمد باقرؑ نے فرمایا۔ پس امام حسین جنازہ کو بقیع میں لے گئے اور وہاں دفن کر دیا۔

کیا انبیا کی وراثت سے متعلق حدیث سے اہلبیت آگاہ نہیں تھے

مرتب و تلخیص: مولوی بُگا

منجانب: سنی دفاع کونسل

شیعہ اعتراض: انبیا کی وراثت والی حدیث سنانی تو اہلبیت کو چاہیے تھی لیکن سنا ابو بکرؓ کو دی؟

سنی جواب:

کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی اور حضرت فاطمہ کو حدیث لا نورث پر مطلع نہیں فرمایا تھا؟

ملا باقر مجلسی نے کہا ہے کہ اس حدیث کے باطل اور موضوع ہونے پر تیسری دلیل یہ ہے کہ اگر واقعی کوئی ایسی حدیث ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی، اور حضرت فاطمہ کو اس پر ضرور مطلع فرماتے تاکہ وہ حضرت ابوبکر سے وراثت کے معاملہ میں ناحق جھگڑا نہ کرتے اور جب آپ نے ان کو اس حدیث پر مطلع نہیں کیا تو معلوم ہوا کہ یہ حدیث محض افتراء اور جھوٹ ہے۔

الجواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث پر حضرت علی اور حضرت عباس کو بھی مطلع کیا تھا کیونکہ امام مسلم نے حضرت مالک بن اوس سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر نے حضرت عباس اور حضرت علی کو قسم دے کر پوچھا کہ کیا تم کو علم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا ہم کسی کو وارث نہیں بناتے ہم نے جو کچھ چھوڑا ہے وہ صدقہ ہے تو حضرت عباس اور حضرت علی دونوں نے فرمایا: ہاں! اور جب حضرت عباس اور حضرت علی اس حدیث پر مطلع تھے تو یقیناً حضرت فاطمہ بھی اس حدیث پر مطلع تھیں اور اہل بیت کے نزدیک یہ حدیث ثابت اور غیر متنازعہ فیہ تھی کیونکہ ائمہ اہل بیت نے اس حدیث کو خود بیان کیا ہے چنانچہ شیخ کلینی نے اس حدیث کو امام ابو عبد اللہ سے دو سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے۔ رہا یہ کہ جب حضرت فاطمہ کے نزدیک یہ حدیث ثابت تھی تو انہوں نے پھر حضرت ابوبکر سے میراث کا مطالبہ کیوں کیا تو اس کا جواب ہم ابھی ابھی بیان کر چکے ہیں کہ حضرت فاطمہ کے نزدیک اس حدیث کا حکم عام نہیں تھا حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام متروکات کو شامل ہو اور حضرت ابوبکر کے نزدیک اس حدیث کا حکم عام تھا اور آپ کے تمام ترکہ کو شامل تھا۔

صرف فرق یہ تھا کہ حضرت فاطمہ نے سمجھا کہ یہ حدیث کا حکم عام نہین ہے مطلب اس مین اموال شے شامل نہین ہے جبکہ حضرت ابوبکر نے بتایا کہ اس حدیث کا حکم عام ہے مطلب اس حدیث کا اطلاق اموال فے پر بھی ہوتا ہے بسسس وگرنہ اس حدیث کا علم گو حضرت علی اور حضرت فاطمہ دونوں کو تھا۔ اور دیگر ازواج مطہرات سے بھی یہی غلطی ہوئی تھی

MUSLIM-4577/(INT.:1757)

وہ صدقہ ہو گا ؟ ان سب نے کہا : ہاں ۔ پھر وہ حضرت عباس اور علی رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا : میں تم دونوں کو اس اللہ کی قسم دیتا ہوں جس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں! کیا تم دونوں جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا : تمہارا کوئی وارث نہیں ہو گا ، ہم جو کچھ چھوڑیں گے ، صدقہ ہو گا ؟ ان دونوں نے کہا : ہاں ۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا : بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک خاص چیز عطا

ہ وہ صحیح مسلم کی حدیث ہے جس میں حضرت عمر کے سامنے حضرت علی اور حضرت عباس دونوں اس کا صحیح ہونے کا اعتراف کر رہے ہیں تو واضح ہو گیا کہ یہ حدیث بی بی فاطمہ کو پتہ تھی۔ لیکن ان کے اجتہاد مین غلطی ہوئی جیسا کہ اوپر درج ہے

مال! تم لے لو ۔ کہا : (اتنے میں ان کے مولیٰ) یرفا ان کے پاس آئے اور کہنے لگے : امیر المومنین! کیا آپ کو عثمان ، عبدالرحمان بن عوف ، زبیر اور سعد رضی اللہ عنہم (کے ساتھ ملنے) میں دلچسپی ہے؟ انہوں نے کہا : ہاں ۔ تو اس نے ان کو

اور اس حدیث کااقرار مولا علی نے حضرت عثمان اور زبیر اور سعد رضی تعالی جیسے اکابر صحابہ کی موجودگی مین کیا کیوں کہ اس مجلس مین جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے یہ لوگ بھی شریک تھے۔

اس جگہ یہ اشکال ہوتا ہے کہ حضرت عباس اور حضرت علی کو اس حدیث کا علم تھا اور جب انہیں علم تھا تو حضرت فاطمہ کو بھی یقیناً علم ہوگا تو پھر ان حضرات نے حضرت ابوبکر سے میراث کا مطالبہ کیوں کیا اور پھر دوبارہ حضرت عمر سے میراث کا مطالبہ کیوں کیا؟

حافظ ابن حجر عسقلانی نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ حضرت علی، حضرت فاطمہ اور حضرت عباس اس حدیث کے تو معترف تھے لیکن اس حدیث کو عام نہیں سمجھتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ترکہ میں سے کسی چیز کا بھی کوئی وارث نہیں ہوگا، ان کے نزدیک اس حدیث کا مفہوم یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ترکہ میں سے بعض چیزوں کا کوئی وارث نہیں ہوگا۔ اور باقی متروکات میں وراثت جاری ہوگی اور خیبر کی بعض اراضی اور فدک کے متعلق ان کا گمان تھا کہ اس میں وراثت جاری ہوگی اس وجہ سے وہ ان میں وراثت کو طلب کرتے تھے، اس کے برعکس حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور دیگر صحابہ اس حدیث کو عموم پر محمول کرتے تھے اور اس حدیث کی تعمیم اور تخصیص میں ان کی آراء اور اجتہاد میں اختلاف ہوگیا، حضرت علی اور حضرت عباس کو اپنے موقف پر اصرار تھا اس وجہ سے پہلے انھوں نے حضرت ابوبکر سے اور پھر حضرت عمر سے میراث کی تقسیم کا مطالبہ کیا۔

چنانچہ یہ جواب اس چیز پر مکمل ہوا کہ مذکورہ حدیث سنانی تو گھر والوں کو چاہیے تھی لیکن سنا ابو بکر کو دی

افسانہ فدک پر چند سوالات

مصنف: مولوی بگا

منجانب: سنی دفاع کونسل

افسانہ فدک پر شیعوں سے چند معصومانہ سنی سوالات:

سوال نمبر ۱ باغ فدک کی جغرافیائی حدود کا تعین شیعہ روایات کے تحت کریں؟

سوال نمبر ۲ باغ فدک اگر اموال فے مین سے ہے تو اس کی ملکیت اہلبیت کو قرآن کسی ایک محکم آیت سے ثابت کریں؟

سوال نمبر ۳ بی بی نے آخر کیوں باقی جائیداد رسول کو چھوڑ پر صرف فدک پر ہی مطالبہ وراثت کیوں کیا؟

سوال نمبر ۴ کیوں حضرت علی ایک عادل حکمران ہونے کے باوجود اپنے پانچ سالہ دور حکومت میں فدک اپنے ورثاء کو کیوں نہیں دیا جبکہ بقول شیعہ یہی فدک اہلبیت نے عمر بن العزیز کے زمانے میں قبول کر لیا تھا؟

سوال نمبر ۵ اگر حضرت علی نا دے سکے اولاد فاطمہ کو اس کا حق تو کیوں امام حسن نے اپنی چھ مہینے کی خلافت میں یہ حق کیوں حاصل نہین کیا؟

سوال نمبر ۶ کیا انبیاء کا کام مال اکھٹا کرنا اور اپنی مالی وراثت جاری کرنا ہوتا ہے یا لوگوں کو ہدایت فراہم کرنا ہوتا ہے؟

سوال نمبر ۷ کیا بی بی فاطمہ نعوذ باللہ کسی مال کی طلبگار تھی یا رضا الہی کی طلبگار تھین؟

سوال نمبر ۸ اگر وہ رضا الہی کی طلب گار تھیں تو بقول فریق مخالف کے وہ حدیث سن کر ابوبکر پر غصہ کیوں ہوئیں؟

سوال نمبر ۹ کیا بی بی فاطمہ کا ایک ظالم حاکم کے دربار میں اپنا مقدمہ وراثت لے جانا درست تھا؟

سوال نمبر ۱۰ بی بی کون سے دربار میں گئی تھی اس کی حدود کا تعین کسی صحیح سند سے کریں کہ وہ دربار مدینے مین کہاں واقعہ تھا؟

سوال نمبر ۱۱ بی بی کا مذکورہ دربار میں تین گھنٹے تک کھڑے رہنا کسی صحیح سند اہلسنت کی کتب سے ثابت کرین؟

سوال نمبر ۱۲ بی بی کی وہ تحریر جس کو بی بی نے دربار میں پیش کیا تھا جس کو حاکم وقت نے پھاڑ دیا تھا کسی صحیح سند سے اہلسنت کی کتب سے ثابت کرین؟

سوال نمبر ۱۱۳اگر شیعہ کے بقول بی بی گئی تھی تو حاکم کو ویسے ہی نسبت کے خیال کی وجہ سے دے دینا چاہیے تھا جبکہ پیش کردہ حدیث رسول مین انبیاء کے مال کو صدقہ کہا گیا ہے تو کیا فریق مخالف کے نزدیک صدقہ جو کہ اہلبیت کے لیے حرام ہے اس حرام مال کو اہلبیت کو دے دیتے؟

سوال نمبر ۱۱۴انبیاء کی مالی وراثت کو کسی ایک قرآن کی محکم آیت سے ثابت کریں؟

سوال نمبر ۱۵احضرت علی کا اپنی بیوی کے غاصبین کے ساتھ بعد از ان کی وفات بیعت کر لینا کیا آج کے زمانے مین اسے منافقت نہین کہتے نعوذ باللہ؟